

پروفیسر عبدالرحیم قدوالی کی تالیف

”مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن“ - ایک مطالعہ

توقیر عالم فلاحت

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور کتاب انقلاب بھی۔ اس کی تعلیمات اتنی واضح، درخشاں اور دلوں کو اپیل کرنے والی ہیں کہ انھیں حرز جان بنا لینے کے بعد آدمی انسانیت کی معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کتاب کا یہ تاریخی کروار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے پادیہ نشینان عرب میں ایسی زبردست اور ہمہ گیر تبدیلی پیدا کر دی کہ وہ انسانیت اور بشر دوستی کی علامت بن گئے، اغیار و اجابت کے دلوں پر فتح و تسلیم کی لکن دیں ڈال دیں، پوری دنیا کی قیادت و پیشوائی کا علم اٹھایا اور اسی مستند ترین خدائی ضابطہ زندگی سے تمکن کے نتیجے میں اسی دنیا میں انہوں نے رضاۓ الہی کا پروانہ بھی حاصل کر لیا (التوہبۃ ر ۱۰۰)۔ اس نو ہدایت کی عظمت کا یہ پہلو قابل ذکر ہے کہ اس کی تعلیمات راست روی اور حق پسندی کی نقیب ہیں جو گرافیائی مدد بندیوں سے بالا اور رنگ و نسل کے تمام فروق و امتیازات سے پرے پوری انسانی برادری کے لیے مژده جانفرزا اور روح پرور پیغام ہیں جن کی تاقیامت حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے اس کے زمانہ نزول میں ہی لے لیا تھا (اجرہ ۹)۔

دنیا کی تمام کتب الہیہ اور صحف سماویہ کے بالمقابل صرف اور صرف قرآن مجید ہی واحد کتاب ہے جس نے فصاحت و بلاغت کے اماموں اور زبان و بیان کے وقیفہ شناسوں کو مرحلہ وار پہنچ کیا کہ وہ اس جیسی کتاب لے آئیں (الطور ۳۲۲)، اس جیسی دس

سورتیں لے آئیں (حمد و رحمة ۱۳)، یا پھر اس کتاب جیسی کوئی ایک ہی سورہ پیش کر دیں (البقرہ ۲۳)۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ وہ عجز و درمانگی کی تصویر ہے اور بالآخر قرآن مجید نے چیلنج کر دیا کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس جیسی کوئی کاوش پیش کرنا چاہیں تو وہ ہم ایسا نہ کر سکیں گے (بی اسرائیل ۸۸)۔ یہ چیلنج زبان و ادب کے ان عرب سوراًوں کے لیے بھی تھا، آج بھی ہے اور قیامت تک پوری انسانیت کے لیے یہ چیلنج برقرار ہے گا۔

قرآن مجید کی سحر انگیزی، اثر آفرینی اور آفاقیت ہی وہ محرك ہے جس کی بنا پر خویش و اقارب اس کتاب عزیز سے تعلق کو وجہ سعادت اور سرمایہ اختار سمجھتے رہے ہیں اور انیجاد و ا جانب بالخصوص یورپ کے علماء اور دانشور حضرات بھی اس سے تعلق کو اپنی دانشوری کی سند سمجھتے رہے ہیں۔

پروفیسر عبدالرحیم قدوالی دودھ حاضر کے ان ممتاز اسکالرس میں ہیں جن کے مطالعہ و تحقیق کا خاص موضوع قرآن مجید ہے، گرچہ بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم یعنی پی ایچ ڈی تک کا سفر انہوں نے مادر درس گاہ علی گڑھ میں طے کیا اور انگریزی ادب میں انہوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حصول علم کے وفور شوق اور ذوق جستجو نے ان کو دیوار غیر سے بھی وابستہ کر دیا، چنانچہ یونیورسٹی آف لیسٹر (برطانیہ) سے بھی انہوں نے پی ایچ ڈی کی سید اعزاز حاصل کی۔ پروفیسر قدوالی کو انگریزی ادب میں انفرادیت کا مقام حاصل ہے لیکن ان کا امتیاز قرآن کریم سے گہرا تعلق اور قرآنیات سے خصوصی شغف ہے اور اس موضوع پر ان کی متعدد انگریزی و اردو کتب اور بیش..... مقالات منظر عام پر آچکے ہیں اور یہ نیک سلسلہ بدستور جاری ہے، لیکن اس باب میں پروفیسر عبدالرحیم قدوالی کا خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ قرآن سے متعلق مستشرقین کی تحریروں کا تقیدی جائزہ لے کر ان کا محاکمہ کر کے ان کی کمزوریوں اور تحریفیات کو بے نقاب کرتے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

خدائے لمبیز کی طرف سے عطا فرمودہ ضابطہ زندگی یعنی قرآن کریم پوری انسانیت کے لیے نعمت و رحمت کے طور پر پیش کی جائے اور نوع انسانی کو خالق و مالک کے

اس پیغامِ جاودا سے کما حقد آشنا کر کے عبد و معبود کا رشتہ مستحکم کیا جائے تاکہ اللہ کے بندوں کو کامیابی کی شاہکلیدی ہاتھ آجائے، یہی نیک خواہشات اور مستحسن جذبات ہیں جنہوں نے قدوائی صاحب کو قرآنیات کے میدان کا سرگرم راہی بنادیا یہاں تک کہ وہ تحریک استشراقت اور اس کے عائدین سے بے محابا نبرد آزمانظر آتے ہیں۔ قرآنیات بالخصوص انگریزی تراجم قرآن سے متعلق قدوائی صاحب کے کم و بیش سو اس علیمی مقالات و خطبات کے علاوہ مستشرقین اور قرآن کے موضوع پر انگریزی زبان میں نصف درجن و قیع تصنیفات و تالیفات اس کی شاہدِ عدل ہیں۔ اسلام سے شعوری اور والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں مہارت، اردو پر دسترس اور عربی زبان سے بخوبی واقفیت اور نقد و تجزیہ کے خاص ملکہ کی بنا پر قدوائی صاحب بجا طور پر استشراقتی فکر کے حاکمہ میں مردمیدان نظر آتے ہیں۔

مقدمہ اور کتابیات کے علاوہ اس کتاب کے خاص ابواب یہ ہیں: قرآن مجید کے انگریزی تراجم۔ ایک تقدیمی جائزہ، قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کا علمی حاکمہ، ایک مستشرق کا خوشنگوار انگریزی ترجمہ قرآن مجید، انگریزی تراجم قرآن مجید۔ جدید رحمات کے تناظر میں، فہرست انگریزی تراجم قرآن مجید، سیرت طیبہ پر مستشرقین کی تصانیف۔ اس کتاب کے پیشتر مضامین و مقالات فکر و نظر، اسلام آباد، (پاکستان)، (فکر و نظر، علی گڑھ)، تحقیقات اسلامی، مجلہ علوم القرآن اور تہذیب الاخلاق میں شائع ہوئے تھے۔ افادہ عام کی غرض سے انھیں کتابی شکل میں جمع و ترتیب کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ اس وقیع علمی کام کو کتابی شکل دینے کی خدمت سابق صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز و ذین فیکٹری آف ہیرومنٹیز جامعہ ملیہ اسلامیہ اور کمشن برائے لسانی اقلیات پروفیسر اختر الواسع نے انجام دی ہے اور البلاغ پبلیکیشنز، نیو ڈیلی نے اسے دیدہ زیب طباعت سے مزین کیا ہے۔

انگریزی تراجم قرآن سے متعلق قدوائی صاحب کی مبسوط علمی کاؤش کے پس منظر میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس میدان میں آپ نے ایک طویل مدت صرف کی ہے۔ اپنے نانا اور نامور مفسر قرآن مولانا عبد الماجد دریابادی کے فکر سلیم سے خوشہ چینی کی

ہے اور انہی کے فیض سے اہل استشر اق کی دسیسہ کاریوں اور دشام طرازیوں کو علمی انداز میں واشگاف کرنے کا ملکہ حاصل کیا ہے۔ قدواٹی صاحب کی شخصیت سے متعلق پروفیسر اختر الواسع کا یہ تبصرہ بجا ہے:

پروفیسر عبدالرحیم قدواٹی علمی دنیا میں اپنی نمایاں شناخت کے ساتھ اس علمی روایت کے محافظ و پاسدار ہیں جس کی تہبید ہندوستان میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے حوالے سے مولانا عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ قرآن ہے۔ انہوں نے ایک طویل عرصہ استشر اق کی علمی روایت کے مطالعہ میں گزارا ہے اور اس حوالے سے ان کے مختلف تحقیقی مقامے علمی مجالات کی زینت بنے ہیں۔

استشر اقیات کے ممتاز اسکالر Edward Said کے مطابق استشر اق تمام قسم کے اسباب و وسائل کی مدد سے تیار کیا گیا ایک نمائندہ نظام سے عبارت ہے جس کا مرکز نظر اہل مشرق کو اپنے ذہن و فکر، علم و آگہی اور سلط اوقافتہ اور کے زیر اثر لانا بلکہ ہر لحاظ سے ان پر فتح و کامرانی اور غلبہ و استیلاء کا پرچم لہرانا تھا۔ اہل استشر اق میں عیسائی اور یہودی دونوں ہی علماء شامل ہیں اور قرآن مجید کے صریح اعلان کے مطابق فکر و نظر کے لحاظ سے یہود و نصاریٰ ہوں یا علمبرداران اسلام دونوں ایک دوسرے سے متحارب و متحاصم ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے تین یہود و نصاریٰ کے موقف کی ترجیمانی اس قرآنی اعلامیہ سے بھی اظہر من اشتمس ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے حوالہ سے تمام ہی مسلمانیان عالم کو متنبہ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس سے کم پر راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کے دین و مذہب کو ہی اصل اور قابل قبول مانا جائے اور اہل اسلام ان کی شریعت کے تابع ہو جائیں (البقرہ ۱۲۰)۔ استشر اق کا مطالعہ اسلامیات کے طلبہ کے لیے دلچسپ اور مفید اس لحاظ سے ہے کہ صدیوں پر محیط قرآن و سنت اور شریعت اسلامیہ سے متعلق اہل مغرب کے تعلصات، تحفظات، مزاعمات، اشتعال انگیز خیالات اور ہرزہ سرائیوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کے بعض دانشوروں نے خدمت علم اور شہرت و

ناموری کے جذبہ سے معمور ہو کر علوم و معارف کے بعض بڑے بڑے معروکے سر کیے ہیں جو بلاشبہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے اٹا شہ ہیں، لیکن اس صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی علمی اور فکری کاوشوں کا یہ مرکزی نکتہ ہے کہ اسلام کو ادیان و مذاہب کی کہکشاں میں نہ مولود اور طفیل مکتب قرار دیا جائے جو ہر حال میں دوسروں کا محتاج اور خوش چیز ہوتا ہے۔ اس سعی نامشکور سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیر و ان مذاہب اور نمائندگان علم و دانش خوف و خطر اور تردد و تذبذب کے بغیر اس حقیقت کو دل و دماغ پر فتش کر لیں کہ اسلام یہودی اور عیسائی ما آخذ و مصادر اور رسوم و روایات کا ممنون گرم ہے۔

انگریزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم سے واقفیت اور اس قسم کی مبارک سعی و جهد کی اہمیت کو دعوت و تبلیغ کے پہلو سے دور حاضر میں ایک مسلم حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس حقیقت سے انکار ایک علمی خیانت کے مترادف ہو گا کہ یورپ میں انگریزی ترجمہ قرآن کی یہ روایت احساس برتری، تعصب اور مذہبی عناد کے غبار آلود فضا میں شروع ہوئی۔ اسلام کی تشویش اشتاعت اور اس کے علیہ واستیلاء سے اہل یورپ مرعوب اور دہشت زده تھے۔ چنانچہ انہوں نے فکری اور قلمی محاذا آرائی کا بیڑا اٹھایا اور اسلام کے اس مصدر اول کی اہمیت و معنویت کو کم کرنے پر ان کی توجہ مرکوز ہوئی۔ اور انہوں نے فکری مشق و تمرین کے ذریعہ اسلام کے درخشن حفائق و معارف کو توڑ مرؤڑ کر پیش کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ انگریزی تراجم قرآن کے پس منظر میں پروفیسر عبد الرحیم قدوالی رقم طراز ہیں:

”بِقُسْطَیْ سے اس روایت کا آغاز ایک علمی کار عظیم کے طور پر نہیں ہوا بلکہ

اس کے پس پشت مذہبی عناد اور تعصب موجود تھا۔ دراصل انگریزی کے مولدا انگلستان اور پورے یورپ میں اسلام کا ابتدائی تعارف عملاً ایک دشمن اور حریف کے طور پر ہوا۔ اولاً مغرب کا تجربہ اسلام کے بارے میں یہ رہا کہ یہ نیاز نہ ہب اپنی اخلاقی، روحانی، تہذی، مادی اور عسکری برتری کی بناء پر یورپ کے اور گرد اور مختلف خطوں میں اپنا اقتدار قائم کر رہا تھا۔ اس کی حیثیت بلاشبہ فاتح عالم کی تھی۔ اہل یورپ بالخصوص ان کے ارباب

حل و عقد اور کلیسا کو یہ خطرہ ہے وقت تھا کہ اسلام کا اگلا ہدف عیسائیت اور یورپ ہوں گے۔ لہذا انہوں نے یہ حکمت عملی وضع کی جو جارحانہ بھی تھی اور مدافعانہ بھی، یعنی اسلام کی تصویر اس طرح مخ کر کے پیش کی جائے کہ اہل یورپ کے لیے اس میں کوئی کشش نہ رہے اور اس کا مطلق کوئی امکان نہ رہے کہ یورپ کا کوئی باشندہ اسلام کی جانب راغب ہو۔^{۲۷}

زیر مطالعہ کتاب کے پہلے مبحث 'قرآن مجید کے انگریزی تراجم'۔ ایک تنقیدی جائزہ کے تحت مصنف گرامی نے ترجمہ قرآن کا پس منظر، مستشرقین کے تراجم، قدیانی تراجم، اولین مسلم تراجم، ممتاز مسلم تراجم، شیعہ تراجم، دیگر مسلم تراجم اور مطلوب معیاری انگریزی ترجمہ کے عنوانیں سے ذیلی مباحث قائم کیے ہیں اور بریقی قیمتی معلومات فراہم کی ہیں۔

مستشرقین کے تراجم قرآن کے ضمن میں آٹھ بلند پایہ مستشرقین کے تراجم قرآن پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ ان علمائے استشراق میں جارج سیل کا قدیم عیسائی دنیا میں بلکہ اسلام خالف دنیا میں بہت اوپنچا نظر آتا ہے۔ لندن میں ایک سوداگر کے گھر پیدا ہونے کے بعد جب انہوں نے عقل و خرد کی دلہیز پر قدم رکھا تو عیسائیت شور کی حد تک ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی۔ عیسائیت کی خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر انہوں نے عربی زبان و ادب کے ممتاز اور پہلے استاذ سلیمان السعدی کی حاشیہ نشینی اختیار کی۔ اور سات سال تک تنظیم برائے فروع علم عیسائیت (Society for Promoting Christian Knowledge) کو والہانہ عقیدت کے ساتھ اپنی وقیع خدمات کا نذر ادا کیا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ سیل فروع علم عیسائیت کے مقصد سے قائم کی گئی سوسائٹی کے اساطین اور بانیوں میں سے تھے۔

'The Koran' کے نام سے موسوم سیل کا ترجمہ قرآن فی الحقيقة علم عیسائیت کے فروع کی علمبردار سوسائٹی (S.P.C.K) کو بہترین خراج تحسین ہے۔ قرآن کی مہم میں سیل جس مسموم اور معاندانہ ذہنیت کے ساتھ سرگرم عمل نظر آتے ہیں، اس کا اندازہ ان کے دیباچہ 'The Preliminary Discourse' سے ہوتا ہے۔ عیسائیت

کے تعصب میں دیوانگی اور اسلام کے ساتھ کھلی منافرت کے لیے جو الفاظ انہوں نے استعمال کیے ہیں پروفیسر قدوالی انھیں اردو کے جامہ میں یوں حوالہ قارئین کرتے ہیں:

”جو لوگ عیسائیت کے دشمن ہیں یا اس کی تعلیم سے بالکل ہی لا علم ہیں،

وہی افراد اسلام جیسے کھلے ہوئے جعل سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ الہذا یہ اشد

ضروری ہے کہ اس جعل کا پردہ فاش کیا جائے۔ یہ امتیاز پروٹائنٹ فرقہ

کو حاصل ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تردید کی۔ مثبت اللہ نے یہ

اعزاز اس فرقہ کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔“ ۸

دیباچہ میں ایک پیش رو یہودی دانش ور اور مبلغ یہودیت Bishop Kidder کو استاذ اور مرتبی قرار دیتے ہوئے فروع عیسائیت کے لیے چند امور پر مشتمل جس حکمت عملی کا اظہار سیل نے اپنے تمہیدی خطبہ میں کیا ہے، اگر فاضل مصنف ان کی نشاندہی کرو یتے تو سیل کے ترجمہ قرآن کی حقیقت ایک غیر جانبدار قاری اور مبصر کے سامنے پوری طرح عیاں ہو جاتی۔

اس اظہار میں صداقت نظر آتی ہے کہ جارج سیل ایک عالم و دانشور سے زیادہ مقتنید عیسائی اور مبلغ تھے لیکن اس اعتراف حقیقت سے بھی گرینہمیں کیا جانا چاہیے کہ ایک صدی سے زائد تک یورپ میں اسلام کے طالب علموں کے اذہان و قلوب پر سیل کے ترجمہ قرآن نے حکمرانی کی ۹

پروفیسر قدوالی کے یہ الفاظ غالباً سیل کے ترجمہ کی غیر معمولی مقبولیت کے

ترجمان ہیں:

”۱۹۰۱ء میں شائع اس ترجمے کے اب تک ۱۹۷۷ء میں زائد ایڈیشن شائع

ہوئے ہیں، جن میں ستر مرتبہ امریکہ میں طبع ہوئے“ ۱۰

آزاد ترجمانی، دانستہ غلط بیانی، جا جما قرآنی الفاظ اور تراکیب کو حذف کرنا،

اسلامی عقائد اور احکام کو عیسائی اصطلاحات کے قالب میں پیش کرنا اور ترجمے میں ایسے

الفاظ اور تصورات کی شمولیت جو اصل متن قرآن میں سرے سے موجود ہی نہ ہوں، سیل

کے ترجمہ قرآن کے یہ لفظی و معنوی معاویت ہیں جن کی نشاندہی مصنف موصوف نے بلا تردید اپنی کتاب میں کی ہے۔ یہی وہ نقاوں و معاویت تھے جو اہل کلیسا کی مقصد برداری کر رہے تھے اور یہ حضرات عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں اسے مہتمم بالاشان کا رونماہہ قرار ہے دے کر ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے، لیکن دوسری طرف یہ اسلام اور اہل اسلام کی نگاہوں میں شہیر بنا ہوا تھا اس لیے کہ میں اسلام پر بالعموم اور قرآن پر بالخصوص ہرزہ سرا یوں میں مقدمہ الحجش کا کام کر رہے تھے۔ بہرحال جب علم کی لو تیز ہوئی، خدمت علم اور تحقیق و جستجو کے مرکز کے نے بذریع عالم استشر اق میں اپنی جگہ بنانی شروع کی تو میں کا ترجمہ قرآن طاقت نیا پر رکھ دیا گیا۔

آرٹھر جان آر بری اور ان کا ترجمہ قرآن اہل علم و دانش کی نگاہوں میں شہرت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ یقیناً آر بری مشہور مستشرقین میں سے ہیں اور یہ بالکل بے معنی اور بے سود ہے کہ ان جیسے علمائے استشر اق سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ تعصّب اور جانب داری کے حصар میں رہے بغیر اسلام کے حقائق و معارف کو واضح انداز میں پیش کریں گے۔ تاہم رقم کی رائے میں علماء استشر اق میں آر بری اس لحاظ سے منفرد ہے کہ خدمت علم کے جذبہ سے ہی سہی، اس نے اسلام اور قرآن سے متعلق اظہار خیال میں بڑی حد تک غیر جانب داری، صحت بیانی اور فیاضی کا مظاہرہ کیا ہے جس کا اعتراض تحریک استشر اق کے بعض شناس پروفیسر قد والی کی زیر مطالعہ کتاب میں موجود ہے:

”۱۹۵۵ء میں نامور مستشرق آرٹھر جان آر بری کا ترجمہ مختصر عام پر آیا۔

یہ علوم اسلامیہ اور عربی اور فارسی زبان کے معروف عالم اور محقق ہوئے ہیں۔ آر بری کی یہ تصنیف مغرب میں قرآن مجید کے متعلق معاندانہ روشن سے خوشنگوار انحراف کا درجہ رکھتی ہے۔ آر بری کلیسا سے متعلق ہے تھے، ان کا طرز فکر بھی مناظرہ یا مجادلہ کا نہیں بلکہ ان کے دیباچہ میں قرآن مجید کے اعجاز اور اثر آفرینی کا اعتراف ہے“ ॥

دوسرے وہ خدا پرستانہ (یہودیت و عیسائیت) مذاہب کے برکس اسلام کو

مذہبی، سماجی اور سیاسی ضابطہ زندگی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ ان کے بقول یہ مذہب قانونی، سماجی اور سیاسی طرز عمل کے لیے نمایاں اصول و ہدایات فراہم کرتا ہے ۳۲ اور اسلام کی اشاعت توارکے ذریعہ نہیں بلکہ علمبرداران اسلام کے کردار کے ذریعہ ہوئی اور صلیبی جنگوں میں عیسائیت کی شکست خود ان کی خامیوں کا نتیجہ ہے ۳۳۔

ان حقائق کے علاوہ قرآن مجید کی عالمگیر حقیقت کا اعتراف اور انسانی تاریخ پر دور رس اثرات و نتائج کا اظہار ۳۴، قرآن مجید کی اصل عظمت کا راز منظوم کلام کی سی شیرینی اور فصاحت و بلاغت کی سحر انگیزی کو قرار دینا ۳۵، قرآن مجید میں مضامین کا اعادہ و تکرار کو وضاحت اور طمانتی قلب کا موجب سمجھنا ۳۶ اور سنت کی حیثیت اور اس کے مصدر ثانی ہونے کے مسلمانوں کے موقف کا اثبات ۳۷، یہ بعض واضح حقائق ہیں جو بڑی حد تک آربری کی راست گوئی پر وال ہیں اور آربری کی تحریروں کی زینت بنتے ہیں۔

ان سب کے ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ عربی زبان کے ائمہ اساطین کے سامنے حاشیہ نہیں اختیار کرنے اور دنیا کی اعلیٰ ترین دانشگاہوں میں مند تدریس پر فائز ہونے کے باوجود زبان و بیان کی غلطیاں اس ترجیح میں موجود ہیں۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوالی کا یہ تبصرہ حقیقت پر ہی ہے کہ ”اپنے ترجمہ میں آربری نے قدیم بلکہ متروک انگریزی زبان استعمال کی..... اور متعدد آیات کریمہ کے ترجمے میں انہوں نے متعدد قرآنی الفاظ اور تراکیب کو بالکل طاق پر رکھ دیا ہے جو ان کے علمی مقام کے شایان شان نہیں ہے..... عربی زبان پر ان کی دسترس کے باوجود ان کی یہ غلطیاں ناقابلِ دفاع ہیں“ ۳۸۔

محترم مصنف کا یہ فرمانا کہ ”چونکہ یہ ترجمہ حواشی سے عادی ہے اس لیے ان کے ذہن کا کچھ حال کھلتا نہیں“ ۳۹ آربری کی عالماں اور بڑی حد تک غیر جانب دارانہ شخصیت کو مشکوک قرار دے دیتا ہے۔ حالانکہ متعدد امور میں آربری کا فراخدا نہ اعتراف اور علمی انداز بیان دیگر مستشرقین کے مقابلہ میں ان کے لائق ہونے کے اعتراف میں مانع اور مژاہم نہیں بنتا، جس کا ذکر مصنف محترم خود اپنے ایک مقالہ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"The widely acclaimed Arberry's translation of the Quran won immediately among both Muslims and non Muslims may be attributed, in a large measure, to his reputation as a Scholar of Arabic and to his unprejudiced approach to Islam"

[مسلمانوں اور غیر مسلموں، دونوں ہی طبقوں میں بڑے پیمانے پر پذیرائی حاصل کرنے والے آربری کے ترجمہ قرآن کی وجہ یہ ہے کہ وہ عربی زبان کے ایک عالم کی حیثیت سے اسلام سے متعلق غیر متعصبانہ اپروج لیے مشہور تھے۔]

کتاب کے پہلے مضمون میں صاحب تالیف نے "مطلوبہ انگریزی تراجم- تقاضے اور خصائص" کے عنوان سے ایک ذیلی باب قائم کیا ہے جو یقیناً معنویت اور افادیت سے بھر پور ہے۔ اگر ایک مترجم ان تقاضوں کو پیش نظر رکھے تو بڑی حد تک اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ قاری یا مخاطب کے لیے کلام اللہ کی روح سے اخذ و استفادہ کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں اور اس طرح مترجم بھی علمی خیانت سے محفوظ رہتا ہے۔ پروفیسر قدوالی نے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں دل دردمند اور حنفی ذہن کے ساتھ ایک معیاری انگریزی ترجمہ قرآن کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے جو بجا اور لا ائم اعتماء ہے تاکہ قرآن کا قاری یا اسے سمجھ کر پڑھنے والا مخاطب مفروضات و قیاسات کا اسیر نہ ہو اور وہ شکوہ و شبہات کے دلدل میں نہ پھنسنے بلکہ قرآن کی روح تک باسانی اس کی رسائی ہو جائے۔ قرآن مجید کی عظمت کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب ہدایت کسی مخصوص فرد و جماعت یا کسی محدود خطہ ارض کے لیے نہیں ہے بلکہ تمام قوم کے فروق و امتیازات سے قطع نظر پوری انسانیت کے لیے اور جغرافیائی حدود و قیود سے پرے تمام خطہ ہائے عالم کے لیے ہے۔ هدی للناس (آل عمرہ ۱۸۵) هدی للملتین

(ابقرہ ۲)، شفاء للناس (انخل ۲۹) اور بلغ للناس (ابراهیم ۵۲) جیسی قرآنی تعبیرات اس حقیقت کی شاہدِ عدل ہیں۔ پروفیسر موصوف کو قرآن کے تمام معاملات زندگی میں کتاب ہدایت ہونے اور پوری دنیا کے لیے کافی و شافی راہبر و راہنمہ ہونے کا مکمل استحضار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن کے کتاب ہدایت ہونے اور اس کے آفی ضابطہ زندگی ہونے سے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ اور داغ و دھبہ کو گوارانیہیں کرتے اور ایسا کرنے والوں کے خلاف ان کا قلم شمشیر برہمنہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک معیاری ترجمہ قرآن کی ضروت و اہمیت پر پروفیسر عبدالرحیم قدوالی نے جس شدود مسے اظہار خیال کیا ہے اس کا اندازہ ان کے اس تاثر سے لگایا جاسکتا ہے:

”مستشرقین اور قادیانی مترجمین کا کیا ذکر، مسلمان مترجمین کی تصانیف بھی فکری تسامحات، مسلکی عصیت، تجدُّد و دُلگشی، تاریخین کی ذہنی سطح سے اعراض، انگریزی زبان و بیان پر قادر نہ ہوتا، عصری مسائل سے گریز، فقہی موشگانیوں سے غیر ضروری حد تک دلچسپی، عربی صرف و نجومی نزاکتوں پر مفصل بحث، تاریخین کی فکری رہنمائی سے اجتناب، سائنس، تاریخ اور جغرافیہ سے نامناسب حد تک اشتغال وغیرہ جیسے استقام اور معاصب سے خالی نہیں“ ۲۲۔

لا طائل گفتگو، فقہی نزاکتوں میں انہاک، تعصب و تنگ نظری، جدت پسندی، خود ساختہ خیالات، تاریخین کی نفیات سے اعراض اور قرآن مجید کے تمام معاملات زندگی میں سرهنگی ہدایت ہونے کے پہلو سے صرف نظر یقیناً سعی ناممکن اور عظمت قرآن اور روح قرآن سے متصادم اقدام عمل ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف محترم نے انگریزی ترجم قرآن میں موجود جن نقص و معاصب کی نشاندہی کی ہے وہ بلاشبہ درست ہیں، لیکن وہ محض ان منفی پہلوؤں کی نشاندہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک عمده ترجمہ کے خصائص و امتیازات اور اس کے لیے کچھ اصول و ہدایات بھی گوش گزار کرتے ہیں اور اس پر کافی زور دیتے ہیں کہ ان اوصاف سے متصف ترجمہ قرآن ہی دلوں کو اپیل کرنے کی صلاحیت کا

حامل ہو سکتا ہے اور اس طرح ذاتی یا شخصی روحانات یا گروہی اور مسلکی خیالات کی نمائندہ نہ بن کر عالمگیریت کی شان اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ معیاری ترجمہ قرآن سے متعلق پروفیسر قدوالی کا یہ بیان ان کی وقت نظری، قرآن کے آفاقی پہلو کے استحضار اور اس کی عظمت و تقدس کی حساسیت پر داں ہیں:

”ترجمہ قرآن مطلق لفظی نہ ہو کہ اس سے مفہوم کی ترسیل میں رکاوٹ ہوتی ہے اور نامنوس، اجنبی دروبست اور ساخت کے جملوں سے قارئین کو غیر ضروری الجھن اور دشواری پیش آتی ہے۔ اسی طرح ترجمہ میں بے قید آزادی یا دیدہ دلیری کے ساتھ ذاتی آراء کے بے محابا اظہار کی بھی گنجائش نہیں۔ ترجمہ حتی الامکان اصل متن کے مطابق ہوتا کہ کلام اللہ میں کسی آمیزش کا شایبہ نہ ہو۔ ترجمے کی عبارت میں روایتی اور تسلیل کے لیے تو میں میں وضاحتی اضافے یقیناً جائز ہیں لیکن اس کی آڑ میں متن سے غیر متعلق اور ذاتی آراء کو متن کے ترجمہ کے طور پر پیش کرنا تحریف کے مترادف ہے جو کسی مسلمان کے لیے ناقابلِ تصور گناہ اور جرم ہے۔“^{۲۳۷}

ترجمہ قرآن سے قبل سورہ کے موضوع و مباحث اور اس کے نزول کے تاریخی پس منظر کا تعارف، قرآن مجید کے اصطلاحی الفاظ اور بطور ضمیر فرہنگ میں اہم اور بنیادی تعلیمات کی وضاحت، فہمی اختلافات کی تمام ممکنہ صورتوں سے گریز کرتے ہوئے قرآنی تعلیمات کی تفسیر و تشریح، تفسیر کو متعلقہ قرآنی آیات سے بامعنی اور مفید طلب بنانے کی کوشش، زبان، بیان اور اصطلاحات و محاوروں کے استعمال میں مخاطب کے ذہنی سطح کو پیش نظر رکھنا اور حکمت عملی کو اس مہم میں متعار گراں مایہ سمجھنا اور لذیش انداز میں دعویٰ نکات کو پیش کرنا، یہ سب پروفیسر عبدالرحیم قدوالی کی نظر میں معیاری ترجمہ قرآن کے ضروری اوصاف ہیں جن کی وجہ سے ترجمہ قرآن سے استفادہ عام کی راہیں خوشنگوار اور آسان تر ہو جاتی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب کا ایک اہم باب ایک مستشرق کا خوشنگوار انگریزی ترجمہ قرآن

مجید ہے جس میں ایک امریکہ نژاد اور امریکہ میں ہی مقیم مستشرق نامہ کلیری Thomas Cleary کی قرآنی کاوشوں بالخصوص منتخب آیات قرآنی کا ترجمہ The Essential Quran: The Heart of Islam پر فاضل مصنف نے قدرے مبسوط گفتگو کی ہے۔ The Quran: A New Translation کے نام سے اگرچہ موصوف مستشرق کا بڑا کارنامہ ہے لیکن اپنے ترجمہ قرآن میں انھوں نے حواشی کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ پروفیسر قدوائی نے ترجمہ قرآن کو ناقابل اعتماء سمجھا اور مستشرق مذکور کی اسی تصنیف کو زیر بحث بنایا جس میں حواشی کا اہتمام ہے اور جن کی روشنی میں اسلام، قرآن، حدیث اور مسلمانوں سے متعلق اس کے تاثرات قلبی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس تصنیف کی بابت قدوائی صاحب رقم طراز ہیں:

”ہر چند کہ یہ ترجمہ ایک مستشرق کے قلم سے ہے لیکن خوشنگوار بلکہ ناقابل یقین حد تک صدیوں کو محیط، مستشرقین کی اسلام سے بغض و عناد سے عبارت رویہ سے یکسر مرزا ہے۔ ذیباچے میں چچا نہ اسلام کی خرد شنی کا ہے اور نہ اسے عیسائیت کے ایک ناکام، متحکم خیز چبے سے تعبیر کیا گیا ہے..... دلائل و براہین کی بنیاد پر مصنف نے اس بدیہی حقیقت کو اجاگر کیا ہے جس سے بدعتی سے مغربِ اعلم ہے کہ قرآن مجید ہی ایسا صحیفہ ہے جو اپنے قارئین کی ایسی وہنی اور فکری تربیت کرتا ہے جس کے نتیجے میں حصول علم اور فروعِ دانش کے باب وابوتے ہیں اور تحقیق و اکتشافات کی اصل روح تک رسائی ہوتی ہے۔ بغیر کسی وہنی تحفظ کے مصنف نے قرآن مجید کا شمار توریت اور انجیل کی طرح کتابِ الہی کے طور پر کیا ہے اور اس بلیغ نکتہ کو بھی نمایاں کیا ہے کہ دیگر کتب سماویہ کے برخلاف قرآن مجید کی تنزیل، جمع و مدویں اور تفسیر ایک بین تاریخی تحقیقت ہے۔ اسی طرح انھوں نے قرآن مجید کے عالمگیر پیغام کا اعتراف کیا ہے کہ اس کا مخاطب فرد بھی ہے اور جماعت بھی اور ماضی کی

ملیں، آج کی اقوام اور مستقبل کے تمام بني نوع انسان، ۲۳۔

اسلام کی اشاعت و سر بلندی محض عکسی فتوحات کی مر ہوں مت نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے اپنے مذہب سے گھرے تعلق اور ظلم و عداوں کے خلاف حف آ رائی کی بنا پر ہے۔ قرآن مجید کی رو سے حضرت آدم حضرت حوا کی وجہ سے لغزش کا شکار نہ ہوئے بلکہ دونوں ہی شیطان کے دامِ تزویر میں گرفتار ہوئے، حضرت آدم کی غلطی کے لیے عیسائیوں کے یہاں حضرت عیسیٰ کے صلیب پر جان دینے اور کفارہ کا عقیدہ وضع کرنا خلاف عقل اور قرآن کی روح کے منافی ہے، قرآن میں مذکور باسل اور عیسائی دنیا میں راجح باسل میں تضاد ہے اور ان دونوں کو ایک نہیں قرار دیا جانا چاہیے۔ وراشت کے قانون میں قرآن کی رو سے عورت کسی طرح بھی مظلوم نہیں ہے، ہاں ان دونوں کے درمیان جو کچھ فرق روکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت پر معاشی کفالت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ۲۵ اسی طرح کی سیکڑوں قرآنی تعلیمات کے تین مذکور مستشرق نے جرأت و بے باکی اور غیر جانبدارانہ انداز میں اپنے تاثرات پیش کیے ہیں۔ قرآن مجید کا یہ طرزِ امتیاز ہے کہ وہ مطلق طور پر کسی فرد یا کسی جماعت کو مطعون و مردود قرار نہیں دیتا اور نہ ہی کسی مخصوص شخص یا جماعت کو مسعود و محدود کے ذمہ میں رکھتا ہے بلکہ یہاں کروار عمل اصل سبب یا حقیقی محرک ہے جس کی بنا پر وہ بعض افراد و اشخاص یا گروہوں اور جماعتوں کو لائق و فائق قرار دیتا ہے اور ان کی قدر افزائی کرتا ہے تو بعض دیگر افراد و اشخاص اور گروہوں اور جماعتوں کو مذموم اور ناقابلِ اعتماء قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کی اس منصفانہ فکر سے فیض حاصل کرتے ہوئے پروفیسر موصوف نے اپنی اس کتاب میں اگر تحریک استشر اق کی اسلام دشمنی کو بے نقاب کیا ہے اور اس کے اساطین علماء و فضلاء کے ہنوات اور بے جا اعتراضات کا لومہ لائم کی پرواہ کیے بغیر داش و رانِ تعاقب کیا ہے تو بعض علماء استشر اق کی علمی خدمات کی ستائش کی ہے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

ٹامس کلیری ان غیر جانبدار اور سخت مند فکر کے حامل مستشرقین میں ہیں جن کی نوک قلم سے اسلام، قرآن اور محمد ﷺ سے متعلق بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں، دوسری

طرف اس دانشور نے تقاضی مطالعہ ادیان کی ایک خوشنگوار روایت کو جاری کرنے کی اچھی کوشش کی ہے۔ قدیمی صاحب نے کلیری کی علمی جدوجہد کے ان دونوں مبارک پہلوؤں کو اپنے مطالعہ و تجزیہ کا خاص موضوع بنایا ہے۔ جہاں مستشرق مذکور کے بہت سے حقوق پر بنی انبیاء خیال کی تحسین کی ہے وہیں انہوں نے اس کے تقاضی مطالعہ ادیان کے متحسن اقدام کی فرائد لائے پذیر ای کی ہے۔ خود ان کے الفاظ میں:

”صدیوں سے مستشرقین توریت، انجلی اور قرآن مجید کے ماہین ممالک کو محض ناکام سرقہ پر محبوں کرتے رہے ہیں، اس پس منظر میں مصنف کی کاوش قابل داد ہے کہ اس غیر منصفانہ اور باطل مفرود پڑھ کو مطلق نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تصنیف میں انہوں نے قرآن مجید اور تقابل ادیان کے ضمن میں ایک نئی علمی روایت کی بنیاد ڈالی ہے کہ جابجا قرآن مجید اور بدھ مذہبی صحائف کے ماہین مشترک نکات کو منظر عام پر لائے ہیں۔“ ۳۶

”انگریزی تراجم قرآن مجید۔ بدید رجحانات کے تناظر میں“ کے عنوان سے ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں پیش کیا گیا مقالہ بھی اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔ مستشرقین کے تراجم کی روایت اور اس کے خلاف رد عمل، قادیانی تراجم کا فتنہ، متقدمین کی تفاسیر کی طلب، نو مسلم فضلاء کی طبع آزمائی، تجدُّد زدگی، سائنس پر مرتكز مطالعات، مسلکی عصیت، تفسیر بالازای، سرقہ اور علمی خیانت، پس از مرگ نظر ثانی تراجم، تائیشی (Feminist) تراجم، یہ سب ذیلی مباحث اس باب میں شامل ہیں۔ اگرچہ مؤلف موصوف نے ان تمام ذیلی سرخیوں کے تحت منظر عام پر آنے والے تراجم قرآن پر جامع گفتگو کی ہے اور اس طرح قارئین اور مخاطبین کے لیے ہنی اور لکری غذا فراہم کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں، تاہم مستشرقین کے تراجم کی روایت اور اس کے خلاف رد عمل اور نو مسلم داش وروں کے ذریعہ اس علمی میدان میں طبع آزمائی جیسے عنادوں اور ان کے تحت قرآن کے انگریزی تراجم سے متعلق مؤلف موصوف کی نگارشات بڑی

اہمیت کی حامل ہے۔

مستشرقین بالخصوص کلیسا سے باضابطہ جڑے ہوئے دانشور ان تحریک استشر اق کی علمی جدوجہد کا آغاز خود ان کی صراحت کے مطابق یہ تھا کہ اسلام جیسے جعلی مذہب سے قارئین کو آگاہ کیا جائے تاکہ عیسائیت کا کوئی بھی فرزند اس جعلی مذہب کے اندر کوئی نرم گوشہ یا کسی قسم کی کوئی کشش نہ پاسکے اور دوسری طرف مسلمانوں کا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنس جائے اور اسلام اور اس کے منشور قرآن مجید میں اپنے لیے طہانیت قلب کا کوئی سامان نہ پاسکے اور پھر وہ ارماد کی زد میں آجائے۔ ایسے ماحول میں اسلام کے علمبرداروں کی طرف سے انگریزی زبان میں جو ترجم قرآن منظر عام پر آئے، وہ دو جہتوں سے لاکن ستائش اور قابل فخر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اہل اسلام جو اردو سے تقریباً نا آشنا تھے مگر انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے اور اسلام کے حقائق و معارف سے واقف ہونے کے خواہاں اور متممی تھے، ان کے لیے برطانوی ہندوستان کے ابوالفضل (۱۹۱۱ء) حیرت دہلوی (۱۹۱۲ء) اور غلام سرور (۱۹۲۰ء) کے ترجم قرآن وقت کی ناگزیر ضرورت اور مستقبل کے لیے مہیز ثابت ہوئے تو دوسری طرف علماء استشر اق کے لیے یہ حوصلہ شکن مظاہر قرار پائے۔ پروفیسر موصوف مستشرقین کے ترجم قرآن کی رو میں مسلم علماء اور دانشوروں کی طرف سے جوابی کارروائی کی معنویت اور اس کے دور رس اثرات و نتائج پر بڑی گہری نگاہ رکھتے ہیں اور شفافیت، غیر جانب داری اور پوری بصیرت کے ساتھ مسلم علمائے وقت کی کاؤشوں پر یہ تبصرہ کرتے ہیں:

”یہ ترجم یقیناً انگریزی زبان و بیان اور صحن طباعت کے معیار پر

پورے نہیں اترتے اور نتیجتاً یہ حضرات آج غیر معروف اور مجہول ہیں لیکن

ان کی جرأت ایمانی اور جذبہ صادق قابل واد ہے بلکہ اسے ان کے صحن

نیت اور اخلاق کی برکت کہیے کہ انہیں نامساعد ماحول میں ان کا لگایا ہوا

پودا آج ایک شجر سایہ دار ہے اور اس کے برگ و بار خیرہ کن ہیں۔ یہ نکتہ

بھی کچھ اہم نہیں کہ اس میدان میں مسلمان اہل قلم کے عمل دخل کے بعد

مستشرقین کے نئے تراجم گویا معلوم ہو گئے ہیں۔ غالباً مستشرقین نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا ہے کہ انگریزی سے براہ راست اور بخوبی واقف ہونے کے باعث اب مسلمان ان کے سُخ شدہ تراجم کے جمل و فریب کا شکار نہ ہوں گے۔ غرض یہ کہ مسلمان اہل قلم نے انگریزی ترجمہ قرآن مجید کی جودا غنی میل ایک دفاعی اور جوابی کارروائی کے طور پر ڈالی تھی وہ نصرت الہی سے اب ایک ثابت اور وقیع علمی روایت کے مقام پر فائز ہے۔

نومسلم فضلاء کرام کی طبع آزمائی سے متعلق یہ حقیقت ذہن نشیں ہوئی چاہیے کہ ان کے جذبہ صادق اور حقائق و معارف کے صحیح ادراک کی طلب کے ساتھ تو فیض الہی ان کے شامل حال ہوئی اور وہ اسلام سے شریفاب ہوئے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ اسلام کے افہام و تفہیم کے باب میں یہ حضرات کم و بیش روایتی انداز اور صحیمند زاویہ فکر سے قدر ہے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب کے مؤلف کی نگاہ میں یہ نزاکت و شنیغی بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ممتاز نومسلم دانش ور محمد اسد، عبدالحق اور عائشہ بیوی ہوں یا ایسی بی اروگ، بیجی اولیٰ اور نور الدین ڈرکی کے بارے میں مصنف موصوف کا یہ کہنا بجا ہے کہ ان کے تراجم قرآن روایتی اسلام سے عدم تعلق کے آئینہ دار ہیں۔ اس صورت حال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک طرف ان نومسلم دانشوروں کا خیر مقدم کیا جائے اور ان کی قرآنی کاوشوں کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے لیکن دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ان نومسلم فضلاء اور دانشوروں کو حقائق و خصائص اسلام سے اچھی طرح روشناس کرایا جائے۔ یہ ذمہ داری مسلم عوام پر نہیں بلکہ خواص پر ہے اور ان پر بھی جو صحیح اسلامی فکر کے نقیب اور داعی ہیں اور جنہیں انگریزی زبان پر دسترس ہے۔ ان کی ذمہ داری اس سلسلے میں دو چند داعی ہیں اور جنہیں انگریزی زبان پر دسترس ہے۔

ذمہ داری کے تاثرات ایک طرف روایتی انداز سے محرف پیش کردہ قرآنی تراجم سے متعلق پروفیسر قدوالی کے حاس ضمیر اور دل درمند کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف امت کے خواص کے لیے باگ درا بھی ثابت ہوتے ہیں۔

”یہ رجحان ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ نو مسلم حضرات کو کس نجح پر اسلام سے روشناس کرایا جائے، ان کو اسلام کی گمراہ کن یا غیر صحت مند تعبیر و تشریع سے کیسے محفوظ رکھا جائے، ان کی ڈھنی اور علمی سطح کے مطابق اسلام کی تعبیر اور تشریع کو کس طرح یقینی بنایا جائے؟ ان سوالات پر غور و فکر اور ان کا شانی جواب آج کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ دیار مغرب میں نو مسلم حضرات کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر اس نئے علمی اور دینی محاذ کا اور اک آج علماء کرام کی اہم اور نازک ذمہ داری ہے“ ۲۸۔

قرآن مجید کی فکری و فنی اور سائنسی و معنوی عظمت اور اس کی ہمہ گیر تعلیمات کے پیش نظر زمانہ نزول سے ہی اس کتاب ہدایت کے افہام و تفہیم اور اس سے متعلق تحریر و تقریر کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی اس میدان میں سرگرمی دکھائی ہے۔ صلیبی جنگوں میں ذلت آمیز شکست و ہزیمت کے بعد مستشرقین نے ڈھنی اور فکری میدان میں طبع آزمائی کی اور قلم و قرطاس کے ذریعہ اسلام کے رخ زیبا کو داغدار کرنے میں کوئی دلیقتہ فروگزاشت نہیں کیا۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوالی قابل صد ستائش اور لاائق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے توسط سے تحریک استر اق کی دیسیہ کاریوں سے عالم اسلام کو واقف کرانے کی نہایت مفید خدمت انجام دی ہے جیسا کہ اس کتاب کے مباحث اس پر دال ہیں۔

انگریزی ترجمہ قرآن کے میدان میں پروفیسر عبدالرحیم قدوالی اس سلسلہ الذهب کی کڑی ہیں جس کا آغاز ایڈورڈ سعید، ڈاکٹر محمد عبدالحکیم اور مولانا عبدالمajed دریابادی نے کیا تھا۔ اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تکلف نہیں محسوس ہوتا کہ پروفیسر قدوالی صاحب کی کتابیں و مقالات تحریک استر اق کے تحفظات، تعصبات، مفروضات، قیاسات اور خطرات و خدشات کو اچھی طرح بے نقاب کرتی ہیں اور ان میں استر اق کی تصویر بے کم و کاست دیکھی جاسکتی ہے اور ان سے اہل اسلام کو محتاط و ہوشیار رہنے کا قیمتی پیغام ملتا ہے۔ حقیقت یہ کہ مستشرقین اور انگریزی ترجمہ قرآن سے متعلق اس کتاب کے

مشتملات فاضل مصنف کی مستشرقین کے اسلام دشمن رجھات کو سمجھنے میں کافی مدد دیتے ہیں اور مسلم اہل قلم دانشوروں کو تحریک استراحت سے نبرد آزمائی کے لیے نقوش راہ فراہم کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ استراحت اور مستشرقین کے علمی تعاقب میں قدوالی صاحب نے علمی دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے بعض مستشرقین کے صحت مند فکر و نظر کی پذیرائی بھی کی ہے اور بعض تراجم قرآن کے ثبت اور درخشاں پہلوؤں کو وسعت ظرفی اور دیانت داری کے ساتھ واضح کرنے کی سعی بیان کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ استراحتی تقصبات و تحقیقات اور اسلام دشمن افکار و نظریات کا مدل اور مسکت جواب دے کر اور ان کے تراجم قرآن کے تسامحات و انحرافات کی نشان دہی کر کے پروفیسر قدوالی نے علمائے کرام اور دانشواران اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

مزید برائی کتاب علماء اسلام کو یہ پیغام بھی دیتی ہے کہ انگریزی زبان و ادب میں کمال پیدا کیا جائے، قرآن مجید کے متن کو لٹھوڑ خاطر رکھتے ہوئے اور مخاطب اور مدعو کی نفیات کا خیال کرتے ہوئے مخصوص مکتبہ فکر کی نمائندگی سے احتراز کیا جائے اور خود ساختہ افکار سے دور رہتے ہوئے ایک معیاری انگریزی ترجمہ قرآن تیار کیا جائے۔ صحت مند افکار و خیالات کی حامل کاوشوں کو (خواہ وہ مستشرقین کی جانب سے کیوں نہ ہوں) سر ایسا جائے اور روایتی انداز سے مختصر نو مسلم علماء اور دانشوروں کے پیش کردہ انگریزی تراجم قرآن کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔

قدوالی صاحب کی اس گرافندر تالیف میں یہ وہ نکات ہیں جو اس کی معنویت و افادیت کو دوچند کر دیتے ہیں۔ مستشرقین کے لیے یہ کتاب صحیح معنوں میں ایک آئینہ ہے۔ جس میں وہ اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں اور اپنے افکار و خیالات پر نظر ثانی کر کے اصلاح حال کا سامان کر سکتے ہیں تو دوسری طرف اہل اسلام کے لیے قرآنی کاوشوں کو چانچلنے و پر کھنے کے نیا اصول فراہم کرتی ہے۔

حوالی و مراجع

- ۱۔ ملاحظہ فرمائیں: پروفیسر اختر الواسع کا حرف آغاز، مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، البلاغ پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۵، ص ۱۰
- ۲۔ Edward W.Said, Orientalism, U.S.A, 1978, pp.202-203
- ۳۔ سید صباح الدین عبدالرحمن (مرتب): اسلام اور مستشرقین، دارالمحضفین، اعظم گڑھ، ۱۹۸۲ء، ۵۶۲، ۵۶، (ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی کا مضمون، مستشرقین استشراق اور اسلام)۔
- ۴۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، مولہ بالا، ص ۱۱ (باب "قرآن مجید کے انگریزی تراجم")
- ۵۔ ملاحظہ فرمائیں شیخ عنایت اللہ کا مقام بعنوان "سیل"، اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۸ء، ج ۱۱، ص ۵۳
- ۶۔ George Sale, *The Koran*, London. p.10 ('Introduction' by Sir Denison Ross)
- ۷۔ E.F. Bozman: *The Macmillan Everyman's Encyclopaedia*, London. 1959, vol.11
- ۸۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن (باب "قرآن مجید کے انگریزی تراجم")، ص ۱۲
- ۹۔ جردا کراہ سے بعد، عقل عام سے متصادم، مسلمات و عقائد سے اجتناب، حکمت عملی سے مشکلات کا قلع قمع کرنا اور عیسائی عقیدے سے متعلق ہر مضمون کو مسلمانوں کے لیے ممکن الحصول بنانا، یہ سب سیل کے نزدیک فروغ عیسائیت کے اہم اسباب و عوامل ہیں۔
- ۱۰۔ P.M. Holt, *Chamber's Encyclopaedia*, Oxford, 1976, vol.12, p.160, (Article: 'George Sale').
- ۱۱۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۲
- ۱۲۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۹
- ۱۳۔ A.J. Arberry and Rom Lavdau, *Islam Today*, Great Britain, 1942, p.11, ('Introduction').
- ۱۴۔ A.J. Arberry, *Aspects of Islamic Civilization*, London. 1964, p.12

- ۱۵ A.J. Arberry, *The Holy Quran, An Introduction with Selections*, London, 1953, p.33

۱۶ A.J. Arberry, *The Koran Interpreted*, London, 1955, vol.1, p.25

۱۷ A.J. Arberry, *The Holy Quran, An Introduction With Selections*, p.27

۱۸ A.J. Arberry, *Revelation and Reason In Islam*, Great Britain, 1957, p.11

۱۹ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۸

۲۰ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۲۰

۲۱ A.R.Kidwai, 'The Kuran Interpreted: A Note', *Hamard Islamicus*, 1988, vol.2, p.71

۲۲ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۷ (مضمون 'قرآن مجید' کے انگریزی تراجم: ایک تقدیمی جائزہ)

۲۳ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۷ (مضمون 'قرآن مجید' کے انگریزی تراجم: ایک تقدیمی جائزہ)

۲۴ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۸۸ (مضمون ایک مستشرق کا خوشنگوار انگریزی ترجمہ 'قرآن')

۲۵ ان حقائق کے مطابع کے لیے ملاحظہ فرمائیں تا مسکلیری کی کتاب 'The Essential Quran: The Heart of Islam'، ہارپکولینس، ۱۹۹۳ء، ص ۱۷۹، ۱۷۶، ۱۷۱، ۱۶۷، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ (مضمون ایک مستشرق کا خوشنگوار انگریزی ترجمہ 'قرآن')

۲۶ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۹۱ (مضمون ایک مستشرق کا خوشنگوار انگریزی ترجمہ 'قرآن')

۲۷ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۹۶-۹۷ (مضمون انگریزی تراجم قرآن جدید رجحانات کے تناظر میں)

۲۸ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۹۹ (مضمون انگریزی تراجم قرآن مجید جدید رجحانات کے تناظر میں)